بدھ
۱۶۔ نومبر ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۵۶ | بدھ ۔ ۱۱ جمادی الثانی ۔ ۱۴۱۵ھ ‘ ۱۶۔ نبوت ۱۳۷۳ ھش ‘ ۱۶۔ نومبر ۱۹۹۴ء

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

جو خدا کا متّقی اور اس کی نظر میں متّقی بنتا ہے اس کو خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی تنگی سے نکالتا اور ایسی طرز سے رزق دیتا ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ کہاں سے اور کیونکر آتا ہے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ برحق ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کا پورا کرنے والا اور بڑا رحیم کریم ہے جو اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے وہ اسے ہر ذلّت سے نجات دیتا اور خود اس کا حافظ و ناصر بن جاتا ہے مگر وہ جو ایک طرف دعویٰ اتقا کرتے ہیں اور دوسری طرف شاکی ہوتے ہیں کہ ہمیں وہ برکات نہیں ملے۔ ان دونوں میں سے ہم کس کو سچا کہیں اور کس کو جھوٹا؟ خدا تعالیٰ پر ہم کبھی الزام نہیں لگا سکتے۔ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ ہم اس مدعی کو جھوٹا کہیں گے۔ اصل یہ ہے کہ ان کا تقویٰ یا ان کی اصلاح اس حد تک نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل وقعت ہو یا وہ خدا کے متّقی نہیں ہوتے لوگوں کے متّقی اور ریاکار انسان ہوتے ہیں۔ سو ان پر بجائے رحمت اور برکت کے لعنت کی مار ہوتی ہے جس سے سرگرداں اور مشکلات دنیا میں مبتلا رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ متّقی کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ اپنے وعدوں کا پکا اور سچّا اور پورا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۱۸۲)

محترم عبدالرحمان باجوہ صاحب کراچی میں راہ خدا میں قربان ہو گئے

مکرم و محترم عبدالرحمان باجوہ صاحب ایڈووکیٹ مورخہ ۲۸۔ اکتوبر ۹۴ء کو منظور کالونی، محمود آباد کراچی میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قربان ہو گئے۔

واقعات کے مطابق موصوف شام ۵ بجے کے قریب اپنی ہمشیرہ محترمہ کے گھر سے باہر نکلے ہی تھے کہ نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور وہ موقع پر ہی انتقال کر گئے۔ ان کی عمر ۵۳ سال کے قریب تھی۔

ان کی نماز جنازہ منظور کالونی میں اسی رات قریباً گیارہ بجے مربی صاحب سلسلہ نے پڑھائی جس کے بعد رات قریباً دو بجے ان کو سٹیل ٹاؤن میں واقع احمدیہ قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ موصوف اپنے حلقہ منظور کالونی کے نائب صدر تھے۔ جماعتی مقدمات اور دیگر خدمات میں پیش پیش رہتے تھے اور جماعتی خدمات میں دلی بشاشت محسوس کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی یادگار ایک بیوہ چھوڑی ہے۔

احباب کرام سے ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نکاح

○ عزیز مکرم عرفان احمد صاحب ابن مکرم شیخ عبدالسلام صاحب حبیب اللہ روڈ لاہور کا نکاح عزیزہ شائستہ مبارکہ صاحبہ بنت مکرم داؤد احمد خان (وفات یافتہ) کے ہمراہ مبلغ سات ہزار جرمن مارک کے عوض مکرم ملک رفیق احمد صاحب مربی سلسلہ لاہور نے دارالذکر میں مورخہ ۹۴-۱۰-۷ بروز جمعۃ المبارک پڑھا۔ دولہا دولہن دونوں جرمنی میں ہیں۔ دولہا محترم ملک حبیب الرحمان صاحب سابق انسپکٹر سکولز و صدر محلہ دارالبرکات ربوہ کا نواسہ اور دولہن حضرت ماسٹر آسان دہلوی صاحب کی پوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نکاح ہر لحاظ سے خیر و برکت کا ذریعہ اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

ولادت

○ عزیزہ راشدہ سعدیہ اہلیہ مکرم خالد رفیق احمد صاحب آف جرمنی تحریر کرتی ہیں۔

کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بڑے بھائی مکرم محمد مسعود خان صاحب آف مانٹریال، کینیڈا کو اپنے خاص فضل سے پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود وقف نو میں شامل ہے۔ اس کا نام دانیال احمد خان تجویز ہوا ہے۔

نومولود پروفیسر محمد شریف خان صاحب ربوہ کا پوتا اور ڈاکٹر حبیب اللہ خان کا پڑپوتا ہے اور مکرم عبدالمنان صاحب قریشی آف مانٹریال کا نواسہ ہے۔ نومولود کی درازی عمر، نیک اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

جو لوگ خدا کے بندوں کی مدد میں رہتے ہیں اللہ ان کی مدد کرتا رہتا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ایک اور اہم پہلو اس میں قابل توجہ یہ ہے کہ اللہ کے حضور محض مالی ضرورت لے کر جانا یہ دعا کی قبولیت کی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ اللہ سے تعلق اور محبت کے رشتے استوار رہنے چاہئیں اور ان رشتوں کے نتیجے میں پھر خدا کے فضل نازل ہوتے ہیں۔ اور جہاں محبت کے تعلقات استوار ہوں وہاں نقصان بھی انسان خدا کی خاطر خوشی سے برداشت کرتا ہے۔ پس اگر نقصان کے وقت انسان کا غصے کا پارہ چڑھ جائے اور انسان یہ سمجھے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے یہ میرا نقصان ہونے دیا۔ یہ تکبر بھی ہے اور قرآن کریم اس کے خلاف سخت کراہت کا اظہار بھی فرماتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی وعید ہے۔ پس اپنے نقصانات سے بھی آپ پہچانے جاتے ہیں۔ اور ایسی صورت میں جو واقعۃً خدا کے حضور راضی برضا رہتے ہوئے سر جھکا دیتا ہے اس کی ضرورت کی دعائیں پھر پوری کی جاتی ہیں۔ اس لئے یہ جو باریک پہلو مختلف نکل رہے ہیں اس مضمون سے یہ حدیث کے الفاظ تو چند ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اور ایک دو مثالیں دے کر خوب مضمون کھول رہا ہوں۔ اپنے تمام زندگی کے تعلقات کے دائرے پر اس بات کو استوار کر کے دیکھیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے

باقی صفحہ ۷ پر

اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۱۶- نبوت - ۱۳۷۳ ہش | ۱۶- نومبر ۱۹۹۴ء

واقفینِ نو - ایک ذمہ داری

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے بابرکت دورِ امامت کی نمایاں باتوں کی فہرست تو اگرچہ طویل ہے لیکن اس میں وقف نو کی جو سکیم حضرت صاحب نے جاری فرمائی ہے یہ اپنے اندر مستقبل کی ایک بہت بڑی خبر بھی رکھتی ہے۔ اس وقت ۱۵ ہزار کے قریب واقفین نو بچے اور بچیاں احمدی والدین نے اللہ کی راہ میں پیش کرنے کی سعادت پائی ہے۔ جماعت احمدیہ کو اگر یہ تعداد آج ہی میسر آجائے تو شاید ان کا پوری طرح استعمال ہماری ضروریات سے بڑھ کر ہو۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ بابرکت تحریک مستقبل کی ترقیات کی ایک عظیم الشان خبر اپنے اندر رکھتی ہے کہ آج سے ۱۵ سال بعد جماعت احمدیہ کو ایسی زبردست ترقی حاصل ہو چکی ہوگی کہ ہماری ضروریات کو پوری کرنے کے لئے ۱۰۔ ۱۵ ہزار واقفین زندگی کی ضرورت ہوگی۔ اور اس خبر کی صداقت پر احمدی والدین کو اتنا پختہ یقین ہے کہ انہوں نے اپنے جگر گوشے بلا تامل خدا کی راہ میں پیش کر دیئے ہیں۔ دنیا ادھر سے ادھر ہو سکتی ہے مگر یہ واقفین بے کار نہیں جا سکتے۔ جماعتی نظام ان کو جذب کرنے کا لازماً اہل ثابت ہوگا۔

جہاں پر یہ بات ہماری روحوں کو خوشی اور مسرت کی ایک دل گداز کیفیت سے دوچار کرتی ہے وہیں پر واقفین نو کے والدین اور ان کے سیکرٹریان پر بھی ایک بھاری ذمہ داری عائد کرتی ہے۔ ہم سب پر یہ ذمہ داری ہے کہ ان کی تربیت اتنی ٹھوس اور مضبوط انداز میں کی جائے کہ ہر واقف بچہ اور بچی خدا کی راہ میں حقیقی فدائی اور جانثار ثابت ہو۔ اگر خدانخواستہ ایک بھی واقف نو کمزور رہ گیا تو ہم اپنی ذمہ داریوں کو پورے کرنے والے نہ ہونگے۔

جن گھروں میں خدا کی فوج کے یہ سپاہی پرورش پا رہے ہیں ان کو سب سے پہلے اس ذمہ داری کا احساس کرنا ضروری ہے۔ سب سے پہلی بات اس ضمن میں یہ ہے کہ ہر ماں باپ اور واقفین نو کے بہن بھائیوں اور عزیزوں کو روزانہ کی دعا میں اپنے واقف نو بچے کو ضرور یاد رکھنا چاہئے۔ اس کے دینی مزاج کی پختگی جماعت احمدیہ کی خاطر فدائیت اور قربانی کے جذبات مستحکم ہونے کی مسلسل دعائیں جاری رکھنی چاہئیں۔ اس کے بعد گھر میں ایسے بچوں پر خصوصی توجہ ان کی تربیت کے اعتبار سے دینی چاہئے۔

سب سے اہم بات گھر کا نمونہ ہے۔ ہر گھر دین پر پوری طرح عمل کرنے والا ہو۔ تاکہ واقف نو کو سب سے پہلا درس اس کے گھر سے ہی ملنا شروع ہو جائے۔ اور اس کے دل و دماغ میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ دین کی خدمت دنیا کا سب سے اعلیٰ کام ہے۔ واقف نو بچے کو کبھی کبھی یہ بتاتے رہنا چاہئے کہ اس کو جس کام کے لئے وقف کیا گیا ہے وہ دین اور دنیا کی بے انتہا برکات کا موجب ہے۔ اور جس کام کے لئے اسے تیار کیا جا رہا ہے اس سے بہتر اور کوئی کام اس دنیا میں نہیں ہے۔ اسے بتاتے رہنا ضروری ہے کہ دنیا کا کام کرنا دنیا کی کمائی کرنا دین کی خدمت کے مقابلے میں بہت چھوٹا اور معمولی کام ہے۔ اصل زندگی وہی ہے جو دین کی خدمت میں بسر ہو۔ اسی میں اللہ کی رضا ہے۔ اور اسی سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اسی کا پیار ہمیں حاصل ہو سکتا ہے۔

واقفین نو والدین پورے شعور سے یہ بات اپنے دل و دماغ میں راسخ کرلیں کہ خدا کی راہ میں صرف بچے کو پیش کر دینے سے ان کی ذمہ داری ختم نہیں ہوگی بلکہ فی الحقیقت ایک اہم اور بڑی ذمہ داری کا تو اب آغاز ہوا ہے۔ اور خدا نہ کرے کہ کوئی ایک بھی ماں یا ایک بھی باپ اس امتحان میں ناکام وہ جائے۔ یہ ایک بڑا افسوسناک اور تکلیف دہ دن ہوگا۔

یہ مرحلہ مسلسل اور متواتر دعاؤں اور پوری توجہ سے تربیت کرنے سے ہی طے ہوگا۔

عافیت میری ترے دستِ کرم کا معجزہ
تیرے سائے میں پہنچ سکتا نہیں کوئی گزند
مجھ سے کر ایسی محبت مَیں زمانے سے کہوں
"یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ مَیں آیا پسند"

ابوالاقبال

نا اُمیدی

نااُمیدی گُناہ ہے اَے دوست
ساری دُنیا گواہ ہے اَے دوست

ظُلمتوں میں یہ رنگ بھرتی ہے
اس کی رنگت سیاہ ہے اَے دوست

روکتی ہے یہ کام کرنے سے
کسل کی یہ پناہ ہے اَے دوست

چھین لیتی ہے خوشدلی کی جھلک
اس کے ہونٹوں پہ آہ ہے اَے دوست

چلتے قدموں کی آہنی زنجیر
یا کہیں سنگِ راہ ہے اَے دوست

بات کرتے ہوئے یہ ہکلائے
اس کا مارا تباہ ہے اَے دوست

پھُول اس کی نظر میں کانٹے ہیں
ہر ستارہ سیاہ ہے اَے دوست

کوئی منزل نظر نہیں آتی
ایسی گُم کردہ راہ ہے اَے دوست

زندگی کی ہر ایک بات فضول
یہ طریقِ نباہ ہے اَے دوست

نااُمیدی کو کون سمجھائے
یہ شکستہ سپاہ ہے اَے دوست

ہے یہ لازم نسیم سب سے کہیں
نااُمیدی سے دوست بچ کے رہیں

آنکھوں کی ٹھنڈک

نسیم سیفی

محترم چوہدری رحیم بخش صاحب شیخوپورہ

تھانے دار کے بیٹے تھے اور خود بھی تھانے دارانہ مزاج رکھتے تھے۔ ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی بسر کرنے کے عادی تھے۔ لٹھے کی کلف لگی ہوئی استری کیا ہوا تہہ بند' سفید قمیض' سفید پگڑی اور ایک چھوٹی سی چھڑی ہاتھ میں رکھتے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں میں نے انہیں پہلی دفعہ دیکھا۔ یہ وہ وقت تھا جب اباجی باغبانپورہ سے تبدیل ہو کر شیخوپورہ کے گورنمنٹ ہائی سکول میں تدریس کے لئے گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔

چونکہ اباجی کو دعوت الی اللہ سے خاص شغف تھا۔ سکول کے دوران بھی اپنے ساتھی اساتذہ کے ساتھ یہی باتیں ہوتی تھیں اور محلے اور شہر میں بھی۔ اس لئے شیخوپورہ پہنچتے ہی محترم چوہدری رحیم بخش صاحب سے تعلق پیدا ہو گیا کیونکہ یہ جماعت کے جنرل سیکرٹری تھے اور تقریباً تمام کام انہیں کے سپرد ہوتے تھے۔ ان دنوں شیخوپورہ میں حضرت حکیم عبدالجلیل صاحب کا ایک مطب تھا جہاں پر عام طور پر احمدی آ کر کچھ نہ کچھ وقت صرف کیا کرتے تھے۔ دینی باتیں ہوتی تھیں اور حضرت حکیم صاحب کو سب احمدی دوست اپنا بزرگ سمجھتے تھے۔ ان کے ساتھ باتیں کر کے نہ صرف خوشی حاصل ہوتی تھی بلکہ دینی باتوں کے علم میں بھی اضافہ ہوتا تھا۔ پرانی طرز کے آدمی تھے۔ مجھ سے اکثر پوچھتے کہ لوئر مڈل میں ہو کہ اپر مڈل میں۔ مطلب یہ تھا کہ چھٹی جماعت میں ہو یا آٹھویں جماعت میں۔ انہی کے مطب میں ایک دستی پریس موجود تھا۔ یہ پریس ڈیڑھ دو فٹ کے ایک ڈبے میں گلیسرین ڈال کر بنایا گیا تھا۔ نیلی پنسل سے کسی کاغذ پر لکھ کر اس پر چپکا دیتے تھے اور کچھ دیر بعد وہ نقش جو اس پریس میں پیدا ہوتا تھا اس پر کاغذ رکھ کے پرنٹ کرتے جاتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ پچاس ساٹھ کاپیاں تو آسانی سے حاصل ہو جاتی تھیں شائد اس سے بھی زیادہ ہوں۔ لیکن میں نے عام طور پر جب اس پر کام کیا تو پچاس ساٹھ کاپیاں تیار کیں۔ ان کاپیوں میں کچھ اعلانات ہوتے تھے کچھ اشتہارات ہوتے تھے۔ جو اپنے دوستوں میں تقسیم کئے جاتے تھے۔

محترم چوہدری رحیم بخش صاحب بھی اپنی شامیں عام طور پر یہیں گذارتے تھے اور میرے والد صاحب بھی۔

پہلے ایک بات چوہدری صاحب کے احمدی ہونے سے پہلے کی کر لی جائے۔ ٹھاٹھ باٹھ کا تو میں نے ذکر کیا ہی ہے انہوں نے یہ بات کئی دفعہ سنائی کہ جہاں وہ شام کو کھڑے ہو کر دوستوں سے باتیں کیا کرتے تھے۔ ایک دن مونچھوں کو تاؤ دے رہے تھے کہ ایک بال ٹوٹا اور گر گیا۔ آپ کو اس بات کا احساس ہوا کہ میری مونچھ کا بال اس طرح زمین پر گر جائے۔ چنانچہ تمام دوستوں سے کہا کہ اس بال کو تلاش کریں۔ جب بال تلاش کر لیا گیا تو کہتے ہیں کہ ایک چھوٹے سے جنازے کی کیفیت میں اسے دفن کیا گیا۔ یہ ان کے اس زمانے کے ٹھاٹھ باٹھ کا مظہر تھا۔

احمدی ہونے کے بعد ٹھاٹھ باٹھ تو وہی رہے لیکن بہت سی عادتیں بدل گئیں۔ زیادہ تر اپنا وقت دعوت الی اللہ میں صرف کرنے لگے۔ عام طور پر وہ اباجی کے پاس آ جاتے اور گھنٹوں وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے۔ چونکہ تھانے دار کے بیٹے تھے اس لئے زیادہ تر سماجی باتوں میں چوروں کا ذکر آتا۔ وہ کئی کہانیاں سناتے کہ کس طرح چوروں کو پکڑا جاتا تھا اور وہ کہانیاں اس وقت بڑی دلچسپ لگتی تھیں۔

ان کہانیوں کے علاوہ ان کی دعوت الی اللہ کی گفتگو بھی بڑی دلچسپ ہوتی تھی۔ بڑے دھڑلے سے بات کرتے تھے اور انکار کرنے والا آسانی سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ ان کے متعلق یہ بھی مشہور تھا بلکہ اس قسم کے واقعات انہوں نے خود بھی سنائے کہ اگر کسی نے گستاخی کی تو انہوں نے اس کی ایسی سرزنش کی کہ پھر وہ گستاخی کا مرتکب نہ ہو۔ عدالتوں میں اسیسر بھی تھے معلوم نہیں یہ لفظ کیا ہے۔ خیال یہ ہے کہ غالباً جیوری کے ممبر کو اسیسر کہتے ہوں گے۔ اپنے ان مقدمات کی تفصیلات بیان کیا کرتے تھے جن میں انہوں نے اسیسری کی ہوتی تھی۔ اور یہ واقعات بھی بڑے دلچسپ تھے۔ بعض اوقات خانگی جھگڑوں کو نبٹانے کے لئے عدالت' انہیں بلاتی تھی اور ان کے فیصلوں کو ترجیح دیتی تھی۔

شیخوپورہ کے قریب ایک گاؤں میں اباجی کے ساتھ دعوت الی اللہ کے لئے جاتے تھے تو خاصا اثر پیدا کر کے آتے تھے۔ جلسے کروانے کے ماہر تھے۔ جلسوں کے انتظامات عام طور پر آپ ہی کے سپرد ہوتے تھے۔ دن اچھے تھے۔ ماحول زیادہ خراب نہیں تھا۔ اپنوں اور دوسرے لوگوں کی آپس میں گفتگو کے امکانات پیدا ہو جاتے تھے اور بڑے پیار اور محبت کے ساتھ ایک دوسرے کو اپنا نکتہ نظر سمجھایا جاتا تھا۔ ایسی بہت سی گفتگوئیں تو ہمارے گھر میں ہوتی تھیں آپ وہیں دوستوں کو بلا لیتے اور اباجی اور ایک دو اور احمدی دوستوں کے ساتھ مل کر گفتگو کو اس انداز میں ڈھالتے کہ دلچسپی بھی قائم رہتی اور علم بھی بڑھتا رہتا۔ آپ نے چونکہ خود احمدیت قبول کی تھی اس لئے آپ کا مطالعہ وسیع تھا۔ ویسے بھی آپ مطالعہ کے شوقین تھے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا لٹریچر پڑھتے بھی تھے اور یاد بھی رکھتے تھے۔ چنانچہ جب دوستوں سے گفتگو ہوتی تو بڑی روانی کے ساتھ جس میں ایک خاص قسم کا رعب اور دبدبہ شامل ہوتا تھا اسے پیش کیا کرتے تھے۔ اگر کہیں بات حد سے آگے بڑھ جائے تو اپنے تھانے دارانہ مزاج کو کام میں لاتے تھے اور جلد ہی صلح صفائی ہو جاتی تھی۔ دوستیاں اسی طرح قائم رہتی تھیں اور ملنے جلنے میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔

دوسرے لوگوں کی مدد کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ کسی کا کوئی کام ہو آپ سے کہہ دیجئے آپ ساتھ بھی چلیں گے اور جس کام کے لئے کہا جائے گا وہ کام کروا بھی دیں گے۔ اور ایسا کرنے پر آپ بڑی خوشی محسوس کرتے تھے۔

ایک احمدی نوجوان کہیں سے شیخوپورہ آیا۔ پہلے حضرت حکیم عبدالجلیل صاحب کے مطب میں پہنچا اور اس نے کہا کہ میں بے کار ہوں۔ وہ یہ بات کہہ ہی رہا تھا کہ محترم چوہدری صاحب تشریف لے آئے آپ نے جب یہ بات سنی تو کہنے لگے کوئی بات نہیں ہے۔ ہم آپ کو کام دیں گے۔ چنانچہ آپ نے اس کے لئے ایک ریڑھی کا انتظام کیا اور گنے خرید دئے اور کہا کہ اس کی گنڈیریاں بنا کر بیچا کرو۔ چنانچہ میں نے خاصی دیر تک اسے وہیں مطب کے سامنے گنڈیریاں بیچتے دیکھا۔

محترم چوہدری صاحب اپنے سارے ٹھاٹھ باٹھ کے باوجود ایک رنگ میں نہایت سادہ طبیعت تھے اور وہ رنگ تھا دوستوں کے ساتھ دوستی نبھانے کا اور انہی کے معیار پر آ جانے کا۔ آپ اس گنڈیریاں بیچنے والے نوجوان کے ساتھ بڑے پیار سے باتیں بھی کرتے اور اسے کہتے کہ گنڈیریاں تو اپنی ریڑھی میں رکھو اور ان کی جو گانٹھیں ہیں وہ مجھے دیتے جاؤ۔ میں ان کی گانٹھیں چوستا رہوں گا۔ اتنے ٹھاٹھ باٹھ سے رہنے والے آدمی کے لئے گنڈیریوں کی گانٹھیں چوسنا محض اس نوجوان کی حوصلہ افزائی کے لئے تھا۔ اور اس سے ان کی طبیعت کی سادگی کا اظہار بھی ہوتا تھا۔

جب بھی قادیان تشریف لے جاتے اباجی سے دوستی کی وجہ سے ہمارے گھر میں ہی قیام کرتے تھے۔ اباجی سے دوستی کو انہوں نے نہایت پیارے بھائی چارے میں تبدیل کر رکھا تھا۔ حتی کہ انہوں نے اباجی کو یہ پیش کش بھی کی کہ وہ اپنی زمین کا ایک حصہ بغیر معاوضہ لئے ان کے نام لگوا دیتے ہیں۔ بس اباجی تھوڑی سی محنت کریں۔ تھوڑے سے انتظامی امور کو اپنے ہاتھ میں لیں اور اس زمین کی پیداوار خوب کھائیں۔ لیکن اباجی نے ساری عمر تدریس کا کام کیا تھا۔ وہ کتابوں کے آدمی تھے۔ انہیں کتابوں کے علاوہ کسی اور چیز سے دلچسپی نہیں تھی۔ انہوں نے محترم چوہدری صاحب کے اصرار کے باوجود زمین لینے سے انکار کر دیا۔ لیکن محترم چوہدری صاحب کے کردار کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اباجی سے دوستی کو اتنا برادرانہ رنگ دیا کہ اپنی زمین کو ان کے ساتھ بانٹنے کے لئے تیار ہو گئے۔

چنانچہ یہ تعلق خاطر ہی تھا کہ ایک لمبے عرصے کے بعد اباجی کو ربوہ میں ان کی بیٹیاں جو اس وقت جب اباجی شیخوپورہ میں تھے بہت چھوٹی بچیاں تھیں آ کے باقاعدگی کے ساتھ ملا کرتی تھیں اور ان سے پرانی باتیں سن کر خوش ہوتی تھیں۔ بلکہ محترم چوہدری صاحب کی ایک بیٹی اپنی بچیوں کے رشتے کے لئے ربوہ آئیں اور حضرت صاحب سے ملاقات کے بعد سارا وقت میرے پاس گذارتیں اور ساری کہانی سناتیں۔ سب لڑکوں کا ذکر کرتیں جن جن کا ذکر شادی کے سلسلے میں آیا ہے وہ کہاں ہیں۔ ان کی حیثیت کیا ہے ان کے ساتھ کس طرح مزید بات چیت کی جائے۔ ان کے ذریعے ان کے محترم خاوند اور ان کے بیٹوں سے بھی واقفیت ہو گئی۔ چنانچہ وہ بھی جب ربوہ آتے ضرور ملتے۔

یہ ملاقاتیں دراصل اس بھائی چارے کا نتیجہ تھیں جو محترم چوہدری رحیم بخش صاحب اور اباجی کے درمیان پیدا ہوا تھا۔ محترم چوہدری صاحب موصوف شیخوپورہ میں جس مکان میں رہتے تھے۔ وہ ایک محل نما مکان تھا۔ جس سے اس بات کا اظہار ہوتا تھا کہ خاندانی طور پر اور پھر اپنے باپ کے تھانیدار ہونے کی وجہ سے ان کی کیا حیثیت تھی۔ اور کتنی عظمت کے وہ مالک تھے۔

حضرت حکیم عبدالجلیل صاحب کے سب سے بڑے بیٹے مکرم مرغوب اللہ صاحب یا غالباً وہ دوسرے نمبر پر تھے نے سلسلے کا بہت کام کیا۔ اسی طرح ان کے دو اور بیٹے جو مکرم مرغوب اللہ صاحب سے چھوٹے تھے اور جن کا نام مظفر اور ظفر تھا انہوں نے بھی سلسلہ کی بڑی خدمت کی۔ اس قسم کی خدمت کرنے والے دوستوں کے درمیان گذارا ہوا وقت ہمیشہ دل میں دینی جذبہ پیدا کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نوجوانوں کی تربیت کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ وہ جماعت کے ایسے دوستوں سے تعلق پیدا کریں اور ان کے قریب رہیں جو جماعت کا کام کر رہے ہوں۔ حضرت حکیم صاحب تو وہاں ایک مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔ یہ تو مجھے یاد نہیں کہ ان دنوں جماعت کے امیر کون تھے لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ

باقی صفحہ ۷ پر

مرزا محمد اقبال- مربی سلسلہ

گیمبیا (مغربی افریقہ) کے لوگ

مغربی افریقہ کے ممالک میں سے اگر سینیگال کے نقشہ کو ذرا غور سے دیکھا جائے تو اس کے درمیان میں ایک چھوٹی سی پٹی دکھائی دیتی ہے جس کی لمبائی اندازاً تین سو میل اور چوڑائی ۱۵ سے ۳۰ میل ہے۔ اس پٹی کے درمیان ایک دریا بہتا ہے جسے دریائے گیمبیا کہا جاتا ہے۔ اسی دریا کے نام پر اس ملک کا نام دی گیمبیا رکھا گیا ہے۔ دارالحکومت بانجل (سابقہ نام باتھرسٹ) ہے۔ رقبہ چار ہزار مربع میل اور موجودہ آبادی دس لاکھ ہے۔ اس آبادی میں کئی قبائل بستے ہیں جن میں مشہور صرف چند ایک ہیں مثلاً میڈنگا۔ فولا۔ وولف سراکولے۔ جولاء یا جہانکے۔ اکثریت میڈنگا قبیلے کی ہے۔ سرکاری زبان انگریزی ہے۔ کبھی یہ علاقہ انگریز کی عملداری میں تھا کہا جاتا ہے کہ انگریز نے اس علاقے پر پونے چار سو سال تک حکومت کی۔ مسلمانوں کی تعداد دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کی نسبت زیادہ ہے لہٰذا ۱۸۔ فروری ۱۹۶۵ء سے آزادی حاصل کرنے کے بعد سے انہی کی حکومت رہی ہے۔ دو تین ماہ قبل صدر سر داؤد کیرباجوارا کا تختہ الٹنے کی وجہ سے فوجی حکومت حکمران ہے۔ دوسرے نمبر پر عیسائی آبادی ہے۔ کہیں کہیں بدمذہب بھی ہیں مگر بہت کم۔ لبنانی اور شامی۔ انڈین بھی نسل در نسل رہتے چلے آ رہے ہیں کافی تعداد میں موریطانین بھی آباد ہیں۔ سراکولے اور جہانکے قبیلہ میں عربی پڑھنے کا شوق پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ اپنے بچوں کو بچپن ہی سے دینی تعلیم دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جابجا بلکہ تقریباً ہر دیہات اور قصبے میں انگلش سکول قائم ہیں۔ کوئی یونیورسٹی نہیں۔ ہاں چند ہائی سکولز اور ایک کالج موجود ہے جو ینڈوم نام سے موسوم ہے۔ دارالحکومت بانجل (سابقہ باتھرسٹ) ہے جو عموماً چاروں اطراف سے پانی میں گھرا ہوا ہے۔ شہر میں داخلے کے لئے صرف ایک پل ہے جس کے ذریعہ ملک کے دوسرے حصوں سے رابطہ ہے ویسے آمد و رفت کے لئے جابجا فیری بھی استعمال ہوتی ہے۔ اس ملک کی زیادہ آبادی دیہات پر مشتمل ہے جن کے اکثر مکانات گھاس پھونس کی مخروطی جھونپڑیوں والے ہیں۔ تاہم کہیں پکی عمارتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ مشہور قصبات سراکنڈا بریکامہ۔ سوما۔ فرافینی۔ جارج ٹاؤن۔ کاعور۔ کینٹور۔ بسے اور فاٹوٹو ہیں بانجل سے ایک سڑک جو سیپ سے بنی ہوئی ہے۔ سوما تک جاتی ہے۔ اس کی آگے دو شاخیں ہو جاتی ہیں ایک دریا کے دائیں طرف اور دوسری بائیں طرف براستہ فرافینی ہوتی ہوئی براستہ جارج ٹاؤن بسے تک جاتی ہے۔ دائیں طرف والی سڑک براستہ بریکامہ با بینسانگ ہوتی ہوئی بسے سے فاٹوٹو تک ہے جو بسے سے قریباً ۲۵ میل جنوب مشرق کی طرف واقع ہے۔ ملک کا فضائی رابطہ بھی دوسرے ممالک سے قائم ہے اس مقصد کے لئے بانجل سے قریباً ۱۶۔۱۷ میل دور ینڈوم نام سے ہوائی اڈا موجود ہے۔ دفاع کا نظام زیادہ تر برطانیہ کے ساتھ معاہدوں پر منحصر ہے۔ عمومی خوراک چاول اور مچھلی ہے۔ گائے بھیڑ بکری کا گوشت بھی بکثرت کھایا جاتا ہے۔ ویسے عام پیداوار مونگ پھلی باجرہ جوار کساوا اور چاول ہے۔ زمین بہت زرخیز ہے۔ بارش جون جولائی اگست اور وسط ستمبر تک ہوتی ہے۔ گرمی خوب پڑتی ہے۔ جس کا احساس جنوری کے اختتام پر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

یہ چند امور گیمبیا کے تعارف کے طور پر تحریر کئے ہیں اصل بات لوگوں کے اخلاق و کردار رسم و رواج لکھنا تھیں۔ سو یاد رہے کہ عمومی طور پر لوگ خوش اخلاق۔ ملنسار عزت و احترام کرنے والے اور سادگی پسند ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ خاکسار نے جب نومبر ۱۹۶۹ء میں برادرم داؤد احمد حنیف صاحب (موجودہ امیر و مربی انچارج) کے ہمراہ سارے ملک میں واقع احمدی جماعتوں کا دورہ کیا تھا تو ہر جگہ احباب میں خلوص۔ پیار محبت کا جذبہ موجزن پایا ہاں جارج ٹاؤن میں احمدی احباب نے جس رنگ میں ہم دونوں کا استقبال کیا تھا اس کی یاد ابھی تک دل سے محو نہیں ہوئی۔ یاد رہے کہ یہ بات صرف احمدی احباب تک محدود نہیں بلکہ غیر احمدیوں۔ عیسائیوں کو بھی خوش اخلاق پایا۔ عقیدہ کو تسلیم کرنا ماننا یا نہ ماننا تو الگ بات ہے مگر یہ بات قابل ذکر ہے ہر جگہ خندہ پیشانی کا سلوک دیکھنے میں آیا۔ مجھے وہاں تقریباً ساڑھے چار سال تک بطور مربی قیام کرنے کا موقع ملا ہے۔ اس دوران کسی خطرناک لڑائی۔ قتل یا ڈاکہ اور سنگین چوری کی واردات کا علم نہیں ہوا۔ بڑا ہی پر امن علاقہ ہے۔ اور بڑے اچھے لوگوں کی آبادی ہے۔

احمدیت کا آغاز ۱۹۶۱ء میں مکرم و محترم چوہدری محمد شریف صاحب سابق مربی بلاد عربیہ کے ہاتھوں ہوا۔ یہی وہ ملک ہے جہاں کے پہلے گورنر جنرل آنریبل ایف۔ ایم سنگھاٹے صاحب کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور یوں حضرت بانی سلسلہ کو بتائی گئی خدائی خبر "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" پوری ہوئی۔

قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے کہ گیمبیا کے لوگ طبعاً خوش ذوق ہیں۔ بڑے زندہ دل ہیں۔ وہ اس طرح کہ یوں تو گیمبیا میں طرح طرح کے کھیل تماشے ہیں۔ لیکن ایک کھیل جس کا میں یہاں ذکر کرتا ہوں نام تو یاد نہیں رہا البتہ اس کھیل کی شکل و صورت اور طریق یاد ہے۔ یہ کھیل عام طور پر پورے ملک میں روزانہ عصر تا مغرب کھیلا جاتا ہے وہ اس طرح کہ گلی کوچوں کے بچے بچیاں جمع ہو جاتے ہیں اور ایک لڑکا جو خوب تنومند اور جوان ہوتا ہے وہ اپنے جسم کے گرد درخت کے پتے باندھ لیتا ہے حتیٰ کہ چہرہ بھی ڈھکا ہوا ہوتا ہے۔ نیز چہرے پر کچھ عجیب قسم کا نقش و نگار کیا ہوتا ہے جس سے شکل مزید حیران کن نظر آتی ہے اس کے ہاتھ میں بڑا ٹوکا ہوتا ہے جسے کٹلس Cutlas کہا جاتا ہے بچے بچیاں عورتیں ایک دائرہ کی شکل میں کھڑے ہو کر خوب تالیاں بجاتے اور گاتے ہیں۔ ایک آدمی ڈھول بجا رہا ہوتا ہے اور وہ نوجوان درمیان میں رقص کرتا ہے تو وہ ناچتے ناچتے اچانک ناچ چھوڑ کر کٹلس ہاتھ میں لہراتے ہوئے اور بلند خوفناک آوازیں نکالتے ہوئے بچوں کے پیچھے بھاگنے لگتا ہے وہ آگے دوڑتے ہیں اور وہ ان کے پیچھے دوڑتے دوڑتے جس بچے کو وہ پکڑ لیتا ہے اسے خوب ڈراتا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر دوسرے بچے ہنستے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ بعض تو ڈر کر قریب کے گھروں میں چھپ جاتے ہیں اور تھوڑی دیر بعد پھر جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ لوگ دوسرے قومی تہوار بھی بڑی شان سے مناتے ہیں مثلاً عیدین کرسمس وغیرہ۔ ایک اور بات جس کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو اس بات کی کوئی فکر نہیں خصوصاً مردوں کو کہ ان کے بچوں نے کہاں سے کھانا ہے۔ ان کی تعلیم کا کیا انتظام کرنا ہے۔ لباس کا بھی فکر نہیں۔ دیکھا تو یہی گیا ہے کہ جس شخص کی جتنی زیادہ بیویاں ہوں وہ اتنا ہی زیادہ خوشحال اور بے فکر ہوتا ہے۔ کیوں کہ گھر باہر عورتوں نے ہی کام کرنا ہوتا ہے یعنی مارکیٹ اور کھیت وغیرہ۔ ایک اور بات قابل ذکر ہے کہ عموماً ایک مرد کی کئی بیویاں ہوتی ہیں اور بچے بھی درجن سے کم نہیں ہوتے۔ ان میں محبت و یگانگت پائی جاتی ہے۔ کوئی سوکنوں والا معاملہ نہیں ہوتا۔ ایک دوسرے کے بچوں سے کوئی نفرت نہیں ہوتی۔ گھر کے سربراہ کا کھانا بیویاں باری باری تیار کرتی ہیں۔ وہ علیحدہ جگہ پر کھاتا ہے مگر سب بچوں نے اکٹھے کھانا ہوتا ہے۔

ایک اور بات جو ان لوگوں میں منفرد اور یکتا ہے وہ یہ کہ وہاں کئی مذہب اور فرقے پائے جاتے ہیں مثلاً مالکی۔ تیجانی۔ میتھوڈسٹ۔ احمدیہ پروٹسٹنٹ۔ رومن کیتھولک وغیرہ۔ ایک فرقہ دوسرے کے خلاف کوئی نفرت اور تعصب نہیں رکھتا۔ ایک دوسرے کی بات بڑی فراخ دلی اور خوش طبعی کے ساتھ سنی جاتی ہے۔ ہاں سچی اور دل کو پسند آنے پر تسلیم بھی کی جاتی ہے۔ گویا عوام بحیثیت مجموعی تنگ ذھن نہیں بلکہ وسعت قلبی رکھنے والے ہیں۔ یہ ایک اچھی بات ہے اگر ہمارے معاشرہ میں یہ بات پیدا ہو جائے تو کیا ہی اچھا ہو۔

شادی بیاہ کے معاملہ میں کئی رسوم ہیں۔ عام رواج کے مطابق لڑکے اور والدین کو منزل تک پہنچنے کے لئے کئی قسم کے خرچ کے مراحل میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ویسے بچے اور بچیاں مجبور نہیں بلکہ آزاد ہیں کیونکہ ان کی پسند اور انتخاب کو ترجیح دی جاتی ہے۔ بارات کے ساتھ دولہا نہیں جاتا۔ والدین اور عزیز و اقارب بیاہ کر دلہن کو گھر لاتے ہیں۔ بچے کی پیدائش پر تقریب عقیقہ میں کافی خرچ کیا جاتا ہے۔

آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ مجموعی لحاظ سے لوگ غریب سادہ اور خوش مزاج ہیں۔ احمدیت خوب ترقی کر رہی ہے اللہ تعالیٰ اسے اور ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

تحریک جدید کے سال ۶۱ کا اعلان

○ بفضل خدا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے بیت الفضل لندن سے ۴۔ نومبر کو خطبہ جمعہ کے ذریعہ تحریک جدید کے اکسٹھویں سال کے افتتاح کا اعلان فرما دیا ہے۔ جملہ پاکستانی جماعتیں سال نو کے لئے اپنی قربانیوں کے وعدے اولین موقع پر دفتر ہٰذا کے توسط سے اپنے محبوب امام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے ایک ارشاد کی روشنی میں عہدیداران جماعت کوشش فرمائیں کہ جملہ افراد جماعت کے وعدے ۳۱۔ دسمبر ۱۹۹۴ء تک دفتر ہٰذا میں پہنچا دیئے جائیں۔ نیز یہ کہ وعدہ جات معیاری ہوں۔ اور گزشتہ سال سے بہرحال نمایاں اضافہ کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے۔ تحریک جدید کی وسعت پذیر ذمہ داریوں کا یہی تقاضا ہے۔

○ "پس ہر احمدی مرد اور ہر احمدی بالغ عورت کا فرض ہے کہ اس تحریک میں شامل ہو بلکہ بچوں میں بھی تحریک کی جائے اور رسمی طور پر انہیں اپنے ساتھ شامل کیا جائے"۔

وکیل المال اول تحریک جدید

انور ندیم علوی

فرصت ہے کسے جو سوچ سکے........؟

ایک طرف بعض لوگ تن تنہا بے سروسامانی کے عالم میں سالہا سال بیوی بچوں سے دور مشکلات میں بغیر مادی ذرائع کے اپنے مقصدِ حیات کی خاطر اپنے مالکِ حقیقی کی خوشنودی کی خاطر کام کر رہے ہیں۔ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ دور دراز علاقوں میں ریگستانوں اور افریقہ کے جنگلوں میں اپنے گھر سے دور صرف اور صرف ایک مقدس مشن کی خاطر ہر آسائش کو چھوڑ کر مشکلات کو سینے سے لگاتے ہیں۔ ان کے قدم پیچھے ہٹنے کی بجائے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اطمینانِ قلب ان کی پیشانیوں سے جھلکتا ہے۔ وہ پیار و محبت کے آفاقی پیغام کو گھر گھر پہنچا رہے ہیں۔ اپنے صاف اور شفاف نمونے اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کی بدولت وہ اپنے اردگرد کے ماحول کو پاکیزہ بنا دیتے ہیں۔

لیکن دوسری طرف دولت کی چکاچوند ہے۔ ہر سہولت میسر ہے۔ پھر بھی انسان پریشان ہے۔ غیر مطمئن ہے۔ دولت کی چکاچوند کے پیچھے کتنی تمنائیں در پردہ سسک رہی ہیں انسان ہر ٹھاٹھ باٹھ کے باوجود پریشان اور غیر مطمئن کیوں ہے؟ ہر طرف مسائل اور الجھنوں کا ایک انبار ہے۔ مشکلات در مشکلات کا ایسا تانا بانا ہے کہ جس سے نکلنا بہت ہی مشکل نظر آتا ہے۔ بنگلوں پر بنگلے بنتے چلے جا رہے ہیں مگر گھر ٹوٹ رہے ہیں۔ پلازوں پر پلازے ابھر رہے ہیں مگر فٹ پاتھ پر سسکتے انسانوں کی تعداد میں کوئی کمی نہیں آئی۔ ہاسپٹل اور میڈیکل سینٹرز کی بلند و بالا عمارات آسمان سے باتیں کر رہی ہیں مگر دوا کی پرچی بنوانے والوں کی قطار چھوٹی ہونے کی بجائے لمبی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ نرم نرم فوم کے گدوں کی موٹائی کے باوجود رات کروٹیں لیتے گذر جاتی ہے اور نیند آنے کا نام نہیں لیتی۔ انسان مریخ پر کمندیں ڈال رہا ہے مگر زمین کے مسائل حل ہونے کی بجائے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ہر چیز مہنگی ہوتی جا رہی ہے صرف انسان سستا ہوتا جا رہا ہے۔ کتابیں ضخیم اور بستے بھاری ہونے کے باوجود علم کم اور ذہن چھوٹا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ انسان مہذب اور متمدن ہونے کے باوجود جنگل کا قانون کیوں اپنا رہا ہے؟ ایک طرف فیکس، ٹیلیفون اور ڈش نے ساری دنیا کو قریب کر دیا ہے مگر دوسری طرف انسان انسان سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ ہر جگہ تفریق ہے۔ امتیاز ہے۔ دوہرا معیار ہے۔ بڑے بڑے قد کاٹھ کے مالک انسانوں کی سوچ ٹھگنی اور بونی کیوں ہو رہی ہے؟ فی ایکڑ پیداوار بڑھ رہی ہے مگر لوگ بھوک سے مر رہے ہیں۔ لاؤڈ سپیکر کے ذریعے دور دور تک نصیحت اور بھائی چارے کا پیغام پہنچانے کا بندوبست موجود ہے مگر حیرت ہے کہ سارے شہر میں گونجنے والی آواز خود کو کیوں سنائی نہیں دیتی؟ لوگوں کی راہنمائی اور امداد کے لئے بین الاقوامی سطح پر ادارے قائم ہیں مگر ہر طرف ہی ناانصافی اور زیادتی کا دَور دَورہ ہے۔ عبادت گاہیں تعداد کے لحاظ سے کافی بڑی ہیں مگر دل خوفِ خدا سے خالی ہو رہے ہیں۔ جس کا ایک بچہ ہے وہ بھی پریشان ہے جس کے آٹھ بچے ہیں وہ بھی پریشان ہے۔ جو علم حاصل نہ کر سکا وہ حالات کے ہاتھوں پریشان ہے جو علم حاصل کر چکا وہ ڈگری کے باوجود مناسب کام نہ ملنے کی وجہ سے پریشان ہے۔ قانون پر قانون بنتے چلے جا رہے ہیں۔ نت نئے آرڈیننس جاری کئے جاتے ہیں۔ مگر لاقانونیت ہے کہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ تہذیب اور تمدن کی نئی راہیں تلاش کی جاتی ہیں۔ سیمینار ہوتے ہیں۔ کمیٹیاں بنتی ہیں۔ فورم تشکیل دئے جاتے ہیں مگر کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے؟

اگر آپ کے پاس فرصت ہے تو آیئے چند لمحے سکون کے ساتھ ان عوامل پر غور کریں۔ ہمارے ملک میں مغرب کی تقلید کا رجحان ہمیشہ سے رہا ہے۔ دولت کی ریل پیل، بلند و بالا عمارات، چمکتی دمکتی سڑکیں آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہیں۔ ہمارے ملک کے ہر نوجوان کی خواہش ہے کہ کچھ بھی ہو اسے گرین کارڈ مل جائے۔ کسی طور پر بھی وہ باہر سیٹ ہو جائے۔ اور جب کسی نہ کسی طور پر وہ اپنی خوابوں کی سرزمین میں پہنچ جاتا ہے تو اس ظالم پیٹ کی بھوک ختم ہونے کی بجائے اور بڑھتی چلی جاتی ہے اسے ہر طرف مشینیں ہی مشینیں نظر آتی ہیں۔ کروڑوں کی آبادی والے شہر میں گھر اور خاندان تو بہت دور کی بات ہے انسان ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔ جو چند لمحے سکون کے ساتھ، آرام کے ساتھ، اطمینان کے ساتھ اس کے پاس بیٹھ سکے۔ باتیں کر سکے ہر طرف ایک تیزی ہے۔ عجلت ہے، افراتفری ہے، سکون نام کی کوئی چیز نہیں۔

ادھر بعض لوگوں کے پاس وقت وافر مقدار میں ہے۔ وقت بھی بڑے ظالم قسم کا جو کاٹے نہیں کٹتا کہیں بھی کوئی کام نہیں گھر میں دفتر میں۔ اداروں میں۔ سکولوں میں کالج میں ہر آدمی فارغ۔ ہر آدمی وقت گذارنے کی فکر میں۔ ہر طرف گپ شپ ہو رہی ہے۔ ہر طرف آرام ہی آرام ہے۔ کام نام کی کوئی چیز ان کے ہاں نہیں پائی جاتی۔ ہر آدمی ایک معجزے کے انتظار میں ہے اور فقط اس بات میں خوش ہے کہ پدرم سلطان بود۔ ان کے بڑوں نے بہت عظیم کارنامے سرانجام دیئے۔ بہت محنت کی۔ بہت قربانیاں دی ہیں۔ ان کی محنت اور عظمت کا یہ فائدہ اٹھا رہے ہیں کہ خود کم ہمت، سست اور کاہل ہو گئے ہیں۔ ایک دم کسی معجزے کے انتظار میں رہتے ہیں۔ ایک عجیب اور خوفناک عادت ان لوگوں کو دوسروں کے متعلق سوچنے کی ہے۔ مثلاً نیند، آرام سب حرام ہو جاتا ہے۔ ہر وقت سوچ سوچ کر کہ فلاں صاحب کے ہاں کون کون آیا تھا؟ فلاں صاحب کہاں کہاں گئے؟ فلاں کے پاس کس ماڈل کی گاڑی ہے؟ فلاں نے کوٹھی بنانے کا ٹھیکہ کس ٹھیکدار کو دیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ مگر خود اپنے لئے سوچنے کا ٹائم ان کے پاس نہیں۔ جتنا وقت یہ دوسرے لوگوں کے لئے سوچتے ہیں۔ کاش اس سے آدھا وقت بھی اپنے کام پر توجہ دیں تو حیرت انگیز نتائج نکلتے ہیں۔ دوسروں کو نیچا دکھانا، سوسائٹی میں دوسرے کے قد کو گھٹا کر اپنے قد کو اونچا کرنے کی عادت۔ اپنا حرج کر کے بھی دوسرے کو نقصان پہنچانے کی فطرت ماحول میں جگہ جگہ آپ کو نظر آئے گی۔

مغربی ممالک میں زیادہ زور مادیت پر دیا جاتا ہے۔ گھرانے، خاندان اور میل ملاپ کا تصور بہت کم ہوتا جا رہا ہے۔ انسان اور مشین میں بہت کم فرق رہ گیا ہے۔ وہاں انسان بھی ایک مشین بن کر رہ گیا ہے۔ انہوں نے ایک سسٹم کے تحت۔ ایک نظام کے تحت۔ ایک اصول کے تحت کام کیا۔ سخت محنت کی اور مادی ترقی میں بہت آگے نکل گئے۔ لیکن وہاں گھر ٹوٹ گئے اپنائیت کم ہو گئی۔ خاندان کا تصور ختم ہو کر رہ گیا۔ ایک عجیب قسم کی نفسانفسی ہے۔ عدم اطمینان ہے اور قسم قسم کے نفسیاتی مسائل جنم لے رہے ہیں۔ بہتر مستقبل کی خاطر جو لوگ ترک وطن کر کے چلے جاتے ہیں اور وہاں جا کر وہ جس قدر محنت کرتے ہیں اتنی محنت وہ اپنے ملک میں کریں تو اس ملک کی تقدیر بدل سکتی ہے۔

بعض بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں بہت بڑی بڑی باتوں کی بنیاد بن جاتی ہیں۔ بنیادی حقائق کو نظر انداز کر کے منزل کے حصول کا تعین ایک واہمہ سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس طرح تو صرف اندھیرے میں بھٹکنے والی بات ہے۔ جدوجہد کے بغیر، محنت کے بغیر، کام سے سچی لگن کے بغیر، معجزے کے انتظار میں بیٹھے رہنا نادانی سے کم نہیں۔ قول اور فعل کے تضاد کے باوجود یہ یقین رکھنا کہ ہماری بات دوسرے پر جادو کا اثر کرے گی غلط ہے۔ جذبے کی سچائی اور اس پر کردار کی گواہی کامیابی کی کنجی ہے۔ نفرت سے آپ کسی کو کبھی بھی مغلوب نہیں کر سکتے۔ محبت ہی ہمیشہ غالب آیا کرتی ہے۔ محبت ایک ایسا ہتھیار ہے جس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا۔ یہ وہ تیر ہے جو ہمیشہ نشانے پر بیٹھتا ہے۔ محبت کی ابتداء اپنے خالق سے شروع کریں۔ اس نقطے کو مرکز بنا کر محبت کے دائرے بناتے چلے جائیں۔ محبت خالق کی مخلوق سے۔ محبت اپنے گھر سے، محبت شہر سے، محبت اپنے ملک سے، محبت ساری دنیا سے، محبت کے ان دائروں میں کہیں ٹکراؤ نہیں۔ کہیں الجھاؤ نہیں۔ جذبے کی سچائی، محنت، لگن اور محبت کے ساتھ دنیا میں بھلائی اور اچھائی کے کام کرتے چلے جائیں۔ بغیر صلے کی تمنا کئے۔ ٹھیک، صاف اور سیدھا راستہ اختیار کریں۔ غلط اور گندے راستے سے اجتناب کرتے ہوئے چلتے چلے جائیں۔ منزلیں بہت حسین اور دلکش رنگ میں سج کر آپ کے قدموں میں ہونگی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر۔ چھوٹی چھوٹی خوشیوں پر خوش ہو کر اپنے مالکِ کُل کو یاد کرنا۔ خوشیوں کو دوبالا کرنے کا بہترین گُر ہے۔ مالکِ کائنات نے دلوں کے اطمینان کے لئے ایک بہترین نسخہ تجویز کیا ہے۔ اپنے مالکِ حقیقی کو یاد کرو اس کا ذکر کرو۔ تمہیں اطمینانِ قلب حاصل ہوگا۔ انسان کی پیدائش کی غرض بھی یہی ہے کہ وہ اس راستہ پر چلے جو دینِ حق نے اسے سکھایا ہے۔ یہ دنیاوی لذات عارضی ہیں۔ اصل زندگی تو بہت آگے ہے جو ابدی ہے۔ اس باقی رہنے والی زندگی کے لئے زیادہ سے زیادہ زادِ راہ اکٹھا کرو۔ اسی میں اطمینانِ قلب ہے۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ جو سلامتی اور امن کی طرف جاتا ہے۔ اسی راہ پر چل کر یہ درویش، خاک آلودہ کپڑوں والے بادشاہوں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اگر اے انسان! تجھے امن، سکون، محبت اور اطمینان کی تلاش ہے تو اٹھ دینِ حق کی راہ میں پاپیادہ چلنے والوں کے نقشِ قدم پر چل کر یہ دولت تجھے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ صرف ہمت، کوشش، توفیق، دعا اور جہد مسلسل کی ضرورت ہے۔ کوشش کرنے والوں نے اس پر عمل کر کے دنیا کے ۱۴۰ سے زائد ملکوں میں کامیابی حاصل کرلی۔

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

○ قواعد وصیت کا قاعدہ نمبر ۵۲ تبدیل ہو گیا ہے۔ تبدیل شدہ قاعدہ کے مطابق ایسے موصی صاحبان/موصیات جو اپنی جائیداد کا حصہ جائیداد ادا کر کے سرٹیفکیٹ لے چکے ہیں ''ان کو بھی اپنی جائیداد کی آمد سے حصہ آمد بشرح ۱۶/۱ ادا کرنا لازمی ہوگا۔ (آمد از کرایہ مکان، دوکان، زرعی زمین وغیرہ) ترمیم شدہ قاعدہ نمبر ۵۲ یہ ہے۔

''جس جائیداد کا حصہ جائیداد سو فیصدی ادا کر دیا گیا ہو اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی رہے گی''۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

بین الممالکی حالات - واقعات - شخصیات

بوسنیا کے حق میں ایک اور اقدام

امریکہ کے اخبار نیویارک ٹائمز کے مطابق امریکی صدر بل کلنٹن نے اپنی بحریہ کو حکم دیا ہے کہ وہ ایسے جہازوں کو جو بوسنیا یا کروشیا کے لئے اسلحہ لے جا رہے ہوں روکنا بند کر دے۔

اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر میں متعین سفیروں نے پہلے کہا تھا کہ امریکہ اس قانون کی پابندی شروع کر دے گا جو پچھلے موسم گرما میں پاس کیا گیا تھا اور جس میں کہا گیا تھا کہ امریکہ بوسنیا کے خلاف پابندیوں کے اطلاق کے لئے کوئی رقم خرچ نہ کرے۔

بوسنیا کے خلاف پابندیوں کے نفاذ کے لئے کوششیں نہ کرنے کا اقدام سیکیورٹی کونسل میں ایک خصوصی نشست میں ایک بحث کے بعد میں کیا گیا ہے۔ اس میں امریکہ کا ایک ریزولیوشن زیر بحث آیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ اگر سرب امن تجویز کو ماننے سے انکار کریں تو بوسنیا کے خلاف اسلحہ کی پابندیاں چھ ماہ کے بعد اٹھالی جائیں۔

اس سلسلے میں امریکہ کی ریپبلکن پارٹی جس نے چند روز قبل الیکشنوں میں فتح کے نتیجہ میں سینٹ اور ایوان نمائندگان میں کنٹرول حاصل کر لیا ہے نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ کانگریس میں اس معاملے میں جو ووٹ ڈالے گئے وہ اس حق میں تھے کہ اگر سرب ۱۵- اکتوبر تک امن تجویز کو نہ مانیں تو پابندیاں اٹھا لی جائیں۔ اور یہ کام اگر ضرورت ہو تو یکطرفہ بھی کر دیا جائے۔

اب جب کہ وہ تاریخ گذر چکی ہے تو سفارت کار یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا کلنٹن انتظامیہ اپنی قرار داد پر ووٹنگ کروائے گی یا نہیں۔ یا پھر اس قرار داد کو دوبارہ تبدیل کر کے پیش کیا جائے گا۔

ویسے اس قرار داد کی سیکورٹی کونسل میں برطانیہ فرانس اور روس کی طرف سے شدید مزاحمت کی جائے گی۔ اور ایک امریکی سفارت کار نے کہا کہ اگر امریکہ کو اس میں کامیابی کی امید نہ ہوئی تو وہ اس پر زور نہیں دے گا۔

ایک سفارت کار نے کہا ہم اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ کس طرح سربیا کے لئے جانے والے اسلحہ کو تو روکا جائے مگر بوسنیا کے لئے جانے والے سامان کو روکنے کے لئے امریکی فنڈز استعمال نہ کئے جائیں۔

☆ O ☆

عراق کا کویت کو تسلیم کرنا

اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کے ممبران کا کہنا ہے کہ جلد ہی سیکورٹی کونسل عراق کے کویت کو تسلیم کر لینے کا نوٹس لے گی۔ روس، فرانس، چین اور سپین جیسے ممالک جو کہ پہلے ہی عراق کے خلاف لگائی پابندیوں میں ترقی کرنے کے حق میں ہیں مل کر ایک ڈیکلریشن پیش کریں گے۔ جیسا کہ پہلے اطلاع مل چکی ہے کہ عراق نے رسمی طور پر کویت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اس نے کویت کے خلاف اپنا پرانا دعویٰ ترک کر دیا ہے۔ اور اس طرح پابندیوں کو اٹھائے جانے کے لئے اقوام متحدہ کی بنیادی شرط کو مان لیا ہے۔ عراق کی حاکم انقلابی کمانڈ کونسل جس کے صدر خود صدام حسین ہیں نے کویت کی ریاست کی حاکمیت سیاسی آزادی اور علاقائی سالمیت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اس سلسلے میں عراق کی طرف سے ایک فرمان جاری کیا گیا ہے جس پر صدر صدام حسین کے دستخط ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کا ریزولیوشن نمبر ۸۸۳ کی بجا آوری میں عراق اس بین الاقوامی حد کو تسلیم کرتا ہے جو اقوام متحدہ کی طرف سے لگائی گئی ہے اور سرحدوں کے تقدس کی عزت کرتا ہے۔

اقوام متحدہ کا ریزولیشن نمبر ۸۳۳ جو کہ مئی ۱۹۹۳ء میں پاس کیا گیا تھا اس میں عراق سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ بلا شرط کویت کی سرحدوں اور اس کی علاقائی سالمیت کو تسلیم کرے۔ یاد رہے کہ عراق نے اگست ۱۹۹۰ء میں کویت پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا تھا اور سات ماہ تک اس قبضہ کو برقرار رکھا تھا۔ جس پر اقوام متحدہ نے اس پر تباہ کن پابندیاں لگا دی تھیں۔ عراق نے یہ اعلان اپنی پارلیمنٹ کی منظوری کے بعد کیا ہے۔ روسی وزیر خارجہ نے آندری کوزی ریف نے اس سلسلے میں عراق کو آمادہ کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

اس سے پابندیاں اٹھانے میں بنیادی شرط پوری ہو جائے گی۔ ان پابندیوں نے عراقی اقتصادیات کو مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے اور اس کی ۲ کروڑ کی آبادی کے لئے انتہائی مشکلات پیدا کر دی ہیں۔

لیکن امریکہ نے کہا ہے کہ پابندیاں اٹھائے جانے سے پہلے عراق کو اقوام متحدہ کی تمام قرار دادوں پر عمل کرنا ہوگا۔ اس کا کہنا ہے کہ پچھلے مہینے جو اس نے اپنی فوجوں کی نقل و حرکت کویت بارڈر پر کی اس بات کا ثبوت ہے کہ عراق ابھی بھی خطرہ کا باعث بن سکتا ہے۔

واشنگٹن سے جو بیانات قریبی عرصہ میں جاری ہوئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ پابندیاں ابھی برقرار رہیں گی۔ اس لئے اس قسم کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

☆ OOO ☆

شاہ حسین پہلی دفعہ اسرائیل میں

اسرائیل کے وزیر اعظم یزک رابین اور اردن کے شاہ حسین نے معاہدہ امن کی دستاویزات ایک دوسرے سے تبدیل کیں۔ شاہ حسین دوسرے عرب لیڈر ہیں جنہوں نے ابھی تک اسرائیل کی سرزمین پر قدم رکھا ہے۔

دونوں لیڈروں نے امید ظاہر کی کہ اب دونوں ملکوں میں ایک گرم جوشانہ امن کا آغاز ہوگا اور یہ بات تمام علاقے میں صلح و آشتی کا باعث بنے گی۔

شاہ حسین نے کہا کہ یہ ایک آبرومندانہ امن معاہدہ ہے۔ یہ ایک متوازن امن ہے ایک ایسا امن جو کہ قائم رہے گا۔ رابین نے اس کے جواب میں کہا کہ مجھے امید ہے کہ یہ معاہدہ ان دوسرے ممالک کے لئے مشعل راہ بنے گا جن کے ساتھ ہم بات چیت کر رہے ہیں۔ یعنی شام اور لبنان۔ اور ہم دونوں نے جو کامیابی حاصل کی ہے اس سے وہ ضرور قائل ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ عزم، نیک نیتی، اور جرأت کے ساتھ امن تک پہنچا جا سکتا ہے۔ رابن نے کہا کہ وہ ایک سمجھ میں آنے والا امن چاہتے ہیں جس میں تمام ہمسایہ عرب ممالک اور فلسطینی لوگ آپس کے مسئلہ کو حل کر سکیں اور اس کے نتیجہ میں ایک بالکل مختلف اور نیا مشرق وسطی ظہور پذیر ہو۔

آپس میں امن کا مظاہرہ کرتے ہوئے حسین اور رابین نے تصدیق شدہ مسودات پر دستخط کئے اور آپس میں مصافحہ کیا۔

رابن نے کہا کہ اردن کے ساتھ معاہدہ کرنے کے لئے اسرائیلی قوم میرے ساتھ شامل ہے اور اسرائیل کے لوگ اس معاہدہ کے ساتھ بہت ساری امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں۔

شاہ حسین نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ ہم نے جو بنیاد رکھی ہے آئندہ آنے والی نسلیں ان پر ایک عظیم عمارت کھڑی کریں گی۔

شاہ حسین عمان سے اپنے ہیلی کوپٹر میں آئے اور رابین کے ساتھ سینکڑوں طلباء میں سے گذرے جو اردن اور اسرائیل کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ اور اس طرح پیدل چلتے ہوئے اس ڈرامائی مقام تک پہنچے جہاں ان مسودات کو آپس میں تبدیل کیا گیا۔

☆ O ☆

آل ربوہ صنعتی نمائش

۱۹۹۴ء

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ کی سالانہ آل ربوہ صنعتی نمائش ۱۹۹۴ء محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیابی سے منعقد ہوئی۔ نمائش میں خدام کے ہاتھ کی تیار کردہ اشیاء جو کافی محنت سے تیار کی گئی تھیں' نے لوگوں کو اپنی طرف مائل کیا۔ امسال ربوہ کے کئی ہزار مرد و خواتین نے نمائش دیکھی۔ نمائش میں مختلف اشیاء رکھی گئی تھیں جن میں پینٹنگز' خطاطی' مجسمہ سازی' ماڈلز' لکڑی کی تیار کردہ اشیاء' الیکٹرونکس کی اشیاء اور فوٹوگرافی کے نمونے رکھے گئے تھے۔

نمائش کا افتتاح مورخہ ۲۹ ستمبر کی شام ۵ بجے مکرم و محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے دعا کے ساتھ فرمایا۔ نمائش دیکھنے کے بعد انہوں نے تاثرات کی کتاب میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ اس موقع پر انہوں نے ایک خصوصی انعام دینے کا بھی وعدہ فرمایا جو مکرم نفیس احمد رفیق' دارالرحمت وسطی کو بہترین پینٹنگز بنانے پر تقسیم انعامات کے موقع پر دیا گیا۔

نمائش دیکھنے کے لئے مرد اور خواتین کے لئے علیحدہ علیحدہ اوقات مقرر تھے۔ جو صبح ۸ بجے سے رات ۹ بجے تک چاروں دن جاری رہے۔ اسی طرح روزانہ ۱۳ گھنٹے نمائش جاری رہی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے نمائش کے اوقات میں نمائش دیکھنے والوں کی کافی گہما گہمی رہی۔ نمائش دیکھنے والوں کی تفریح کے لئے خدام الاحمدیہ مقامی نے ایک سٹال بھی لگایا۔

نمائش کا اختتام مورخہ ۲ اکتوبر ۹۴ کو رات ساڑھے نو بجے تقسیم انعامات پر ہوا۔ مکرم و محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے انعامات تقسیم کرے۔ انعامات کی تقسیم سے پہلے مکرم مولانا صاحب نے خدام کو نہایت موثر رنگ میں چند نصائح و تجاویز سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ

"جماعت اس غرض سے قائم کی گئی ہے کہ قیل و قال سے آگے بڑھ کر عمل کی زندگی میں قدم رکھنے والی ہو۔ جس کے ذریعے معروف میسر آئے اور ہر انسان اس سے فائدہ اٹھائے اس لئے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو سامنے رکھتے ہوئے آپ عزیزوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ آپ نے کر کے دکھایا ہے وہ بہت عمدہ ہے اور ہر لحاظ سے قابل داد ہے۔ لیکن یہ ایک نقطہ آغاز تصور کیا جا سکتا ہے۔ منزلیں آپ کی بہت دور ہیں۔ اور بہت کچھ ایجادات آپ نے کرنی ہیں۔

لیکن اس کے لئے کچھ اصول آپ کو پہلے سے بنانے ہوں گے- اپنے آپ کو تعیش اور لگژریز (Luxries) سے بچائیں- جو چیزیں آپ بنائیں' جو ایجادات آپ کریں وہ انسانیت کی بھلائی والی ہوں- مکرم مولانا صاحب نے ان نوجوانوں کے لئے جو تخلیقی صلاحیتیں رکھتے ہوں لیکن وسائل کی کمی محسوس کرتے ہیں' بیس ہزار روپے کے فنڈ کا بھی اعلان فرمایا جو مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کے پاس ریزرو ہوگا- اس کے بعد مولانا موصوف نے انعامات تقسیم فرمائے اور دعا پر اس تقریب کا اختتام ہوا-

بقیہ صفحہ ۳

حضرت حکیم صاحب کا مطب جماعت کے لئے ایک مرکزی حیثیت رکھتا تھا اور اکثر احمدی کبھی نہ کبھی وقت اس مطب میں آکر کچھ تھوڑا سا وقت گذارتے تھے-

مجھ جیسے اس وقت کے نوجوانوں نے حضرت حکیم عبدالجلیل صاحب اور محترم چوہدری رحیم بخش صاحب کی معیت میں وقت گذارنے سے بہت کچھ سیکھا- اور اگر میں یہ کہوں کہ ان کی معیت ہی نے ہمارے دلوں میں دینی خدمت کا جذبہ پیدا کیا تو یہ بات غلط نہ ہوگی- ان دنوں کی ایک اور شخصیت جنہوں نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا وہ تھے محترم ملک برکت علی صاحب- جنہیں شروع میں تو شیخوپورہ میں دیکھا لیکن پھر اپنے بچوں کی دینی تربیت کے لئے وہ اپنی فیملی کو قادیان لے گئے- خود تو شیخوپورہ ہی میں رہے لیکن ان کی فیملی قادیان میں ہمارے مکان کے بالکل قریب یعنی دو مکان چھوڑ کر ریٹائرڈ لیفٹیننٹ سردار نذر حسین صاحب کے مکان میں کرایہ دار ہو کر رہنے لگی- ان کی ایک بیٹی ممتاز فقراللہ جو آج کل مری میں قیام پذیر ہیں سلسلے کی ایک بہت بہادر خاتون ہیں- وہ جس طرح سلسلے کے تمام فرائض سرانجام دے رہی ہیں یہ صرف انہی کا کام ہے- اللہ تعالیٰ نے محترم ملک صاحب کو دینی تعلیم کے لئے اپنی فیملی کو قادیان لے جانے کی وجہ سے بہت نوازا- چنانچہ بہن ممتاز فقراللہ صاحبہ جو کام کر رہی ہیں اس کے علاوہ ان کی اولاد پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں بھی خدا کے فضل سے سلسلے کے لئے فخر و وقار کا باعث ہیں-

ذکر شروع کیا تھا محترم چوہدری رحیم بخش صاحب کا ان کے متعلق باتیں تو بہت سی کہی جا سکتی ہیں لیکن یہ دو تین باتیں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں- ایک تو یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے تھے اور اس کے باوجود وہ احمدیہ جماعت شیخوپورہ کے سیکرٹری جنرل ہونے کی وجہ سے جماعت کے تقریباً تمام کام سرانجام دیتے تھے- چھوٹے سے چھوٹے کام سے لے کر بڑے سے بڑا کام ان کی انتظامی قابلیت کا مظہر تھا- اور سماجی طور پر ان کی حیثیت اسطرح تسلیم کی جاتی تھی کہ عدالتوں میں جیوری کے فرائض ادا کرتے ہوئے ان کے فیصلوں کو جج صاحبان بڑی اہمیت دیتے تھے- وہ ہر شخص کے ہمدرد تھے دوست تھے اور دوست نواز بھائی بنانا اور بھائی بنا جانتے تھے- اور جسے بھائی بنا لیتے تھے اس کے لئے وہ سب کچھ کر گذرتے جو ایک سگے بھائی کے لئے کیا جا سکتا ہے بلکہ بعض اوقات لوگ سگے بھائی کے ساتھ بھی وہ کچھ نہیں کرتے جو چوہدری رحیم بخش صاحب اپنے منہ بولے بھائی کے ساتھ کرتے تھے- اس کی مثال میں نے پہلے دی ہے کہ انہوں نے اپنی زمین کا ایک حصہ بغیر کسی معاوضے کے اباجی کے نام اس لئے لگوانے کی پیش کش کی کہ انہوں نے اباجی کو اپنا بھائی بنایا ہوا تھا-

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد در اولاد کو خدمت دین کی توفیق سے نوازتا رہے- اے خدا تو ایسا ہی کر-

اطلاعات و اعلانات

اعلان نکاح

○ مکرم مظہر احمد سجاد صاحب ابن مکرم محمد فیروز صاحب جھنگ صدر کا نکاح ہمراہ عزیزہ انیقہ رحمان صاحبہ بنت مکرم عبدالرحمان صاحب گھڑی ساز محلہ بابووالہ جھنگ صدر سے مبلغ ۵۰۰۰/- روپے حق مہر پر مکرم خالد احمد صاحب مربی ضلع جھنگ نے مورخہ ۲۸-۱۰-۹۴ کو بیت الاحمدیہ جھنگ صدر میں پڑھا- اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت فرمائے-

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم محمد سرور صاحب ابن مکرم اللہ یار ناصر صاحب کارکن حدیقۃ المبشرین ربوہ کو مورخہ ۶-۱۱-۹۴ کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے- حضرت صاحب نے ازراہ شفقت بچے کا نام منصور احمد عطا فرمایا ہے- نومولود مکرم قاضی جمیل احمد صاحب جاوید ملتان کا نواسہ ہے- اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے-

درخواست دعا

○ مکرم رانا محمد قاسم صاحب دارالعلوم لکھتے ہیں-

عزیزہ ناصرہ پروین بنت مکرم محمد صادق صاحب گوٹھ خلیل آباد فارم سندھ کے گردے میں تکلیف ہے اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہے-

اسی طرح عزیز ناصر احمد ابن محمد احمد صاحب (وفات یافتہ) ناصر آباد اسٹیٹ سندھ پھیپھڑے کی تکلیف میں مبتلا ہے-

اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے-

سانحہ ارتحال

○ مکرم عبداللطیف بٹ صاحب سابق کارکن ضیاء الاسلام پریس ربوہ، بقضائے الٰہی مورخہ ۹-۱۱-۹۴ کو وفات پاگئے- اسی روز بعد نماز مغرب مکرم صوبیدار صلاح الدین صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب سیکرٹری مال (محلہ دارالیمن) نے دعا کروائی- آپ مکرم عبدالرشید بٹ صاحب کارکن الفضل کے بہنوئی تھے-

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے-

○ محترمہ صادقہ منیر صاحبہ صدر لجنہ حلقہ کورنگی کریک کراچی اہلیہ مکرم منیر احمد بھٹی صاحب صدر حلقہ کورنگی کریک کراچی چار دن بے ہوشی کی حالت میں رہ کر بروز جمعہ ۱۱ نومبر ۹۴ء کو بعمر ۵۳ سال صبح وفات پاگئی ہیں- آپ موصیہ تھیں ان کی میت ربوہ لائی گئی اور ہفتہ کو بعد نماز فجر بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی اس سے چند روز قبل مورخہ ۶/۷ نومبر کی درمیانی رات کو ان کی جوان بیٹی عزیزہ فہمیدہ حفیظ صاحبہ بعمر ۲۹ سال سیالکوٹ گکھانوالی میں اچانک وفات پاگئی- ان کی شادی ایک سال قبل ہوئی تھی اس صدمہ کا ان کی والدہ پر بہت اثر تھا دونوں کے درجات کی بلندی اور مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کے لئے درخواست دعا ہے-

نمایاں کامیابی

○ مکرم صفی الرحمان صاحب خورشید مربی سلسلہ اطلاع دیتے ہیں-

عزیز مکرم محسن سلیم صاحب ابن مکرم مرزا سلیم احمد صاحب نے امسال میٹرک (سائنس گروپ) کا امتحان ڈویژنل پبلک سکول ماڈل ٹاؤن لاہور سے دیا اور ۸۵۰/۷۸۲ نمبر حاصل کر کے لاہور بورڈ میں مجموعی طور پر چوتھی پوزیشن اور اپنے سکول میں اول پوزیشن حاصل کی- اسی طرح عزیز مکرم کاشف سلیم صاحب ابن مرزا سلیم احمد صاحب نے انٹرمیڈیٹ کا امتحان ۸۵۶ نمبر حاصل کر کے پاس کیا ہے- اللہ تعالیٰ ان طلباء کو مزید کامیابیوں سے نوازے-

○ عزیزہ قانتہ شاہدہ صاحبہ متعلمہ فرسٹ ایئر گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ بنت مکرم ملک سلطان علی ریحان صاحب ٹیچر ٹی آئی ہائی سکول ربوہ پنجاب کے اوپن میرٹ پر مضمون نویسی کے مقابلہ میں اول انعام کی مستحق قرار پائی ہیں-

اللہ تعالیٰ عزیزہ کو مزید کامیابیوں سے نوازے-

واقفین نو کے والدین اور سیکرٹریان کرام توجہ فرمائیں

۱- (MTA) احمدیہ ٹیلیوژن پر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ہفتہ میں دو روز بنفس نفیس تشریف لاکر ترجمہ کی کلاس لیتے ہیں احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ استفادہ فرمائیں-

۲- آئندہ جلد ہی (MTA) احمدیہ ٹیلیوژن کے ذریعہ مختلف زبانیں سکھانے کے پروگرام شروع ہونے والے ہیں- واقفین نو کو ان میں شامل کریں- اور پاکستان میں بچوں کو عربی زبان سکھانے کے لئے اس پروگرام سے استفادہ فرمائیں-

(وکالت وقف نو)

بقیہ صفحہ ۱

بندوں کی مدد میں رہتے ہیں- دعا نہ بھی کریں تو اللہ ان کی مدد کرتا رہتا ہے- اور جو اپنے بھائیوں اپنے قریبیوں کے حال سے غافل رہیں- خواہ ان کا مالی نقصان نہ بھی کریں- بد دیانتی سے نہ بھی پیش آئیں- لیکن ان کے غم محض اپنی ذات کے لئے ہوں اپنے عزیزوں کے لئے نہ ہوں اپنے گرد و پیش کے لئے نہ ہوں ان کی دعائیں بھی اسی حد تک کمزور ہو جاتی ہیں- پس دعاؤں کی قبولیت کا گہرا راز اس مضمون میں ہے کہ جو بندوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے رحم کا سلوک نہیں فرماتا-

(از خطبہ ۱۲- اگست ۱۹۹۴ء)

(ہومیوپیتھک) ٹانک ڈراپس
(خصوصاً ادھیڑ عمر اور بوڑھے افراد کیلئے)
زود اثر ہومیوپیتھک فارمولا جو اعصاب اور دماغ اور جسم کو تقویت دیتا ہے- تھکن اور جسمانی کمزوری کو دور کرتا ہے اور طبیعت کو ہشاش بشاش اور توانا رکھتا ہے قیمت ۴۰ روپے
کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ بہادر) گولبازار ربوہ
فون: 771-04524 فیکس: 04524-211283
04524-212299

خبریں

ربوہ : 15 نومبر- 1994ء
ہلکی سردی جاری ہے
درجہ حرارت کم از کم 15 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 26 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے پیر کو پالیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اتفاق رائے کے لئے سڑکوں کی بجائے پارلیمنٹ میں فیصلے کئے جائیں۔ صدر نے حکومت اپوزیشن مفاہمت کے لئے وزیر اعظم قائد حزب اختلاف، سینیٹ کے چیرمین اور سپیکر اسمبلی کے اجلاس کی تجویز پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے درمیان رہنے والی اقلیتوں کی حفاظت کریں۔

○ پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس شروع ہوتے ہی اپوزیشن ارکان نے شور شرابہ شروع کر دیا۔ صدر کی تقریر روکنے کے لئے متعدد بار ڈائس پر جانے کی کوششیں کی گئیں لیکن ناکام بنادی گئیں۔ پارلیمنٹ میں خوب ہاتھاپائی ہوئی اور ارکان ایک دوسرے کو تھپڑ مارتے رہے۔ اس ہلڑ بازی میں شاہد خاقان عباسی زخمی ہو گئے۔ صدر ایوان میں آئے تو ان کے خلاف نعرے لگائے گئے۔ "بیٹے کی ڈگری- ۳ کروڑ میں لغاری جواب دو" "سپریم کمانڈر یا سپریم جیالا" عدلیہ کے قاتل نامنظور وغیرہ کے نعرے لگائے گئے۔ صدر کی تقریر کے دوران ہلڑ بازی جاری رہی سپیکر ارکان کو مسلسل روکتے رہے۔ ارکان سپیکر کے ڈائس کے سامنے بھی چلے گئے۔

○ صدر فاروق احمد خان لغاری کے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کے موقعہ پر جب صدر آئے تو اپوزیشن نے "شیم شیم" اور "چور چور" کے نعرے لگائے۔ خطاب شروع ہوتے ہی تہمینہ دولتانہ ڈائس کی طرف بڑھیں اور اپنی چادر اتار کر صدر کی طرف پھینکی۔ تیس چالیس اپوزیشن ارکان سپیکر کی نشست کے آگے جمع ہو گئے اور نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ دو ارکان اسمبلی میں ہاتھاپائی ہوئی تو دونوں طرف سے کئی ارکان اس لڑائی میں شریک ہو گئے اور ایک دوسرے کو ننگی گالیاں دیں۔ اپوزیشن کے ارکان نے بھنگڑا بھی ڈالا اپوزیشن کے سینیٹرز اور ارکان اسمبلی بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھ کر اجلاس میں شریک ہوئے۔

○ وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے میاں نواز شریف کے والد کی گرفتاری کے سلسلے میں کہا کہ ان کو کرپشن کے مقدمات ہیں۔ فریب کرنے والے کو سزا ملنی چاہئے یہ نہیں ہو سکتا کہ نواز شریف کے والد کے لئے قانون اور ہو اور عام لوگوں کے لئے دوسرا۔ انہوں نے کہا کہ احتساب کے معاملہ میں امیر اور غریب برابر ہیں۔

○ وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ صدر کے خطاب کے موقعہ پر اپوزیشن نے انتہائی غیر پارلیمانی اور غیر جمہوری رویہ اختیار کیا۔ میں سپیکر کے تحمل اور صدر کو خوبصورت تقریر کرنے پر مبارک باد دیتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اپوزیشن کے ساتھ مذاکرات کے لئے تیار ہے۔ ہم کسی سیاسی دباؤ میں نہیں آئیں گے۔

○ صدر نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہمیں سلامتی کو درپیش خطرات کا شعور ہے۔ ایٹمی مسئلہ کا فیصلہ علاقائی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے امریکہ کو واضح طور پر بتا دیا ہے کہ ہمارا ایٹمی پروگرام پرامن تھا پرامن ہے ہم ایٹمی عدم پھیلاؤ کے مشترکہ مقصد کے حصول سے متفق ہیں۔

○ سپیکر قومی اسمبلی یوسف رضا گیلانی نے صدر کی تقریر کے موقعہ پر قومی اسمبلی میں ہنگامی آرائی کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ قصوروار افراد کے خلاف کارروائی کر کے پارلیمنٹ ہاؤس میں داخلے پر پابندی لگائی جاسکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن عموماً ایوان میں ذمہ داری کا مظاہرہ کرتی ہے مگر آج جو کچھ ہوا وہ زیادہ تھا۔

○ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس کے خاتمے پر بھی جنگ جاری رہی۔ اپوزیشن رکن راؤ قیصر کو ایک سیکورٹی گارڈ اور جیالوں نے مار مار کر بے ہوش کر دیا۔ تہمینہ دولتانہ پر حملے کی کوشش ناکام ہو گئی۔ جاوید ہاشمی اور راؤ قیصر پر حملے کی خبر سنتے ہی لیگی کارکنوں کی بڑی تعداد پارلیمنٹ ہاؤس میں گھس گئی جس پر سیکورٹی اہلکاروں نے خوف زدہ ہو کر دروازے بند کر لئے۔ اس پر جاوید ہاشمی نے دروازوں پر ٹھڈے مارے۔

○ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں ہنگامہ کے دوران جنرل وحید اپنی چھڑی گھماتے رہے۔ جب ان سے اس صورت حال پر تبصرہ کرنے کی درخواست کی گئی تو انہوں نے معذرت کر لی۔

○ رکن قومی اسمبلی میر ظفر اللہ جمالی نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی نے جو غلام اسحاق سے کیا وہی اس کے اپنے صدر سے ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ جیالوں نے ہاتھوں اپوزیشن لیڈروں کی پٹائی نے حکومت اور اپوزیشن میں مفاہمت کی کوششوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ عوام سے اسے اب دوبارہ رائے لینا ہوگی۔

○ قومی اسمبلی کے سابق سپیکر ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ میاں محمد شریف کی گرفتاری موجودہ صورت حال میں غیر ضروری اقدام ہے۔

○ وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے اٹارنی جنرل سے مشورہ کے بعد بیگم میاں محمد نواز شریف کلثوم نواز کی گرفتاری رکوا دی۔ معلوم ہوا ہے کہ کلثوم نواز سمیت حدیبیہ ملز کے تمام ڈائریکٹروں کی گرفتاری کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ جن میں شہباز شریف، عباس شریف اور حسین نواز بھی شامل ہیں۔ پولیس ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

○ پنجاب اسمبلی کے اپوزیشن ارکان اور مسلم لیگ کے کارکنوں نے قائم مقام قائد حزب اختلاف پرویز الٰہی کی قیادت میں مال روڈ پر احتجاجی جلوس نکالا اور نعرے بازی کی۔ بعض مظاہرین نے سینہ کوبی بھی کی۔

○ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں چاروں گورنر تینوں مسلح افواج کے سربراہ اور چاروں وزراء اعلیٰ بھی موجود تھے۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل عبد الوحید نے ایک تقریب میں کہا ہے کہ ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کے خاتمے کے لئے عنقریب ٹھوس اقدامات کئے جائیں گے۔ اسی تقریب میں شامل سپاہ صحابہ کے سربراہ اعظم طارق نے کہا کہ اصل عوامل کچھ اور ہیں لیکن مذہبی جماعتوں کو ملوث کیا جارہا ہے۔

بہترین رزلٹ والا ڈش انٹینا
اب صرف 5500/- بمعہ مکمل سامان
6 فٹ 7000/- گارنٹی کے ساتھ
ڈش ماسٹر اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 211274

بھٹی ہومیوپیتھک کلینک ٹائم
رحمت بازار صبح ۱۰ تا ۱/۲ ۱ بجے
شام ۱/۲ ۴ تا 8 بجے
دارالیمن وسطی صبح 8 تا ۱۰ بجے
نوٹ: خط لکھ کر بھی دوائی منگوا سکتے ہیں
• ڈاکٹر منصور احمد بھٹی پریکٹسنگ آف 1937ء
• ڈاکٹر مسرور کریم بھٹی D.H.M.S R.H.M.P
فون 211166

جائیداد برائے فروخت
ربوہ میں ایک کنال رقبہ پر امریکن ڈیزائن کے مطابق اعلیٰ تعمیر شدہ کوٹھی صرف پندرہ لاکھ روپے میں فروخت کیلئے موجود ہے۔ نیز بنک سے قرضہ کی سہولت ممکن ہے۔
مزید تفصیلات:
محترم محمد رفیع خان صاحب خان میڈیکل سٹور ربوہ ٹیلیفون 211946 (04524)
یا کراچی ٹیلیفون 460931 (021) سے معلوم کر سکتے ہیں۔

(خصوصاً ہومیوپیتھک) ڈاکٹرز متوجہ ہوں
ہمارے تیار کردہ ہومیوپیتھک مرکبات کے فری سیمپلز اور لٹریچر کیلئے بذریعہ خط یا ٹیلیفون رابطہ کریں۔
کیور ٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر لطیف ہومیو) گولبازار ربوہ
فون: 04524-791 / 04524-211283 فیکس 04524-212299

الیکٹرو ہومیوپیتھک ڈاکٹر / لیڈی ڈاکٹر بنیئے
• میٹرک خواتین وحضرات کیلئے ایک سالہ • ڈاکٹرز، حکماء، نرسز کیلئے 6 ماہ کا D.E.H.M ڈپلومہ کورس بعد میں 6 ماہ کا M.D.E.H کورس۔ (جرمن ادویات J.S.O دستیاب ہیں) خصوصیات: کورسز بذریعہ ڈاک گھر بیٹھے کرنے کی سہولت۔ ریگولر کلاسز۔ افواج پاکستان کے ملازمین کیلئے خصوصی رعایت
کورس کے پراسپیکٹس حاصل کرنے کیلئے 15 روپے منی آرڈر کریں۔ لٹریچر حاصل کرنے کیلئے جوابی لفافہ
نصرت الیکٹرو ہومیوپیتھک میڈیکل کالج (رجسٹرڈ) 158/D پیپلز کالونی نزد جناح پارک فیصل آباد
پرنسپل: رانا محمد ارشد خاں
فون: 42722 43888

فوری قابل فروخت
دواخانہ خدمت خلق کی عمارت جو تقریباً دس مرلہ زمین مکان اور دکانات پر مشتمل ہے۔ فوری قابل فروخت ہے۔ خواہشمند احباب رابطہ فرمائیں۔
ضیاء الرحمن
وقف جدید ربوہ فون: 586
گھر: دارالنصر غربی ربوہ
فون: 211980